حجۃ الذاکرین

مصنف

قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی

حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

مترجم

پیر طریقت حضرت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ

امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان (رجسٹرڈ)

مکتبہ سمنانی کراچی (پاکستان)

۱۷/۱۳ فردوس کالونی، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صَلِّ على سيدنا محمد و على آل سيدنا محمد اشرف المرسلين ۔

الحمد لله رب العلمين عَلى مَاجَعَلَنِيْ الْعُلَمَاءُ وَ خَصَّنِيْ بِمَزِيْدِ الْفَهْمِ وَ الزَّكَاءِ وَاَدْرَكَنِيْ بِالرَّحْمَةِ الْوَاسِعَةِ وَ نَوَّرَنِيْ بِحَقَائِقِ الْمَعْرِفَةِ ۔

تمام حمد و ثناء اور بے حد شکر و امتنان اسی شہنشاہ حقیقی کے لئے، جس نے مجھے متاخرین علماء کی جماعت میں پیدا فرما کر اپنے فضل و کرم سے ان پر مجھے خصوصی فضیلت عنایت کی، اور اپنے مقبول ترین بندوں میں سے مخصوص کیا اور مخلوق کی بھلائی و بہتری کا بیج میرے دل کی زمین میں ڈالا، پند و نصائح اور عمدہ و پاکیزہ پانی سے میرے قلب کی پرورش فرمائی، تاکہ نصیحت کا شجر پھل لائے، پھر دنیا اور اہل دنیا پر مواعظ کے دروازے کھول دیئے۔

ان نعمتوں کا شکرانہ اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ مسائل شرعیہ مسلمانوں کو اس انداز سے سمجھائے جائیں کہ خطائیں عبادتوں سے مبدل ہوں، اور متلاشیان حق کے لئے کلام ربانی و آیات قرآنی کو بلا سوچے، سمجھے اور فکر و تدبر کئے بغیر فرائض کے بعد ذکر کرنا منع کیا گیا ہے۔ اس پر اعتقاد نہ رکھے، کیونکہ کئی لوگوں نے بلا اسناد روایات اور غیر معتمد کلمات کو دلائل و حجت بنا کر آیات قرآنی اور احادیث حبیب ربانی ﷺ سے غفلت اختیار کر رکھی ہے انہیں چاہیے کہ اپنے ہاتھ کو ایسی غیر معتمد و مستند روایات لکھنے سے روک لیں، یہ نصیحت نامہ میں نے محض اسی غرض سے قلمبند کیا ہے اور جسے سعادت ابدی حاصل ہوگی یقیناً وہ شخص ان قیمتی جواہرات اور پاکیزہ نصائح کو اپنے کانوں سے سنے گا اور وحشت و نفرت دلانے والے الفاظ سے پرہیز کرے گا۔ اے سننے والے ملک کے عادل کی نصیحت کو قبولیت کے کانوں سے سن اور سعادت ابدی کو حاصل کر اور اس عمدہ ترین نصیحت اور جواہر نفیسہ کے علاوہ کسی دوسرے بات کو اپنے کانوں میں جگہ نہ دے۔

وَاِذْلَمْ يَهْتَدُوْابِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ وَ مَنْ يَّكُ ذَافَمٍ مَرِيْضٍ يَجِدْمُرًّابِهِ الْمَآءَ الزُّلَالَ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ بِالسَّدَادِ وَ هُوَ الْهَادِىْ اِلَى الطَّرِيْقِ الرَّشَادِ، اور جب وہ ہدایت نہ پاسکے تو کہیں گے یہ تو بالکل بہتان ہے، اور جو شخص افتراء و بہتان باندھتا ہے اس کا منہ ہی مریض بن جائے گا اور اسی مرض کے باعث اس کے منہ کا میٹھا پانی بے حد کڑوا ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمانے والا ہے۔

مسئلہ: فرض اور مستحب نمازوں کے بعد ذکر کرنا افضل ہے۔ یہ تمام نمازیوں کو کرنا چاہیے کسی بھی غیر شرعی سبب سے چھوڑنا مناسب نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ** اور جب نماز تم ادا کر لو تو تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو، کھڑے، بیٹھے یا لیٹے ہوئے۔ (جس طرح بھی ممکن ہو)۔

حضرت مخدوم سید اشرف رحمتہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: **اَیْ اِذَا اَدَّيْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ فَرَغْتُمْ عَنْ اَدَائِهَا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ** اور جب بھی تم نماز ادا کر لو، تو سکون واطمینان سے اسے یاد کیا کرو یعنی اس اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔

جاننا چاہیے کہ فاذکروا کلمہ خاص ہے جس کے معانی مخصوص ہیں **وَهُوَ طَلَبُ الْفِعْلِ بِالْمَصْدَرِ اَیْ طَلَبَ الذِّكْرِ وَ تَحْصِيْلِهٖ** ۔وہ یہ کہ فعل کی مصدر کے ساتھ طلب ہے یعنی طلب ذکر اور حصول ذکر۔

(نوٹ) یہاں اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ نماز کی ادائیگی کے بعد کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی ذکر کرنے کا حکم ہو رہا ہے تو اس میں ہر نمازی کی اجتماعی وانفرادی حیثیت کو سامنے رکھ کر ارشاد ہو رہا ہے یعنی اگر تم جماعت کے ساتھ بہ صحت وسلامتی نماز ادا کر چکے ہو تو سکون واطمینان کے ساتھ بیٹھے بیٹھے ذکر کرو اور اگر تم سفر میں ہو تو نماز کی ادائیگی کے بعد جب تم سفر شروع کرو تو چلتے پھرتے ذکر کرو اور جب تم بیماری کی حالت یا اپنے بستروں پر آجاؤ تو لیٹے لیٹے بھی ذکر خدا کرو۔ یعنی تمہیں انفرادی و اجتماعی طور پر کسی بھی حالت میں ذکر کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ (مظاہر اشرف)

لہٰذا ہر ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کے بعد حکم دیا گیا ہے کہ وہ ذکر کریں کیونکہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ نہایت مجرب ہے۔ ذکر جماعت کے ساتھ کریں یا انفرادی سطح پر۔ نماز کے فوراً بعد یا کچھ دیر ٹھہر کر۔ اس سلسلہ میں عنقریب مزید بحث کی جائے گی۔

کتب نحو وفقہ میں ہے کہ بعد از فراغت نماز متصل ذکر کریں، یا دیگر تمام اوقات میں دونوں طرح جائز ہے۔ حضرت امام زاہد نے وضاحت کی ہے کہ جب نمازی نماز سے فارغ ہوں تو تسبیح وتہلیل، کلمہ وتکبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے، عنایات الٰہیہ سے بہرہ مند ہوں گے۔

وَفِیْ صُرَاحِ اللُّغَةِ اَلتَّهْلِيْلُ كَلِمَةُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(القاموس) لغت کی کتاب صراح میں ہے کہ تہلیل سے مراد کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **افضل الذکر بعد القرآن ، لا الا اللہ محمد رسول اللہ** قرآن کریم کے بعد سب سے افضل **لا الہ اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔

وھو الذکر باللسان و الدعا بنصرہ اور اس کا ذکر زبان اور دعا سے فتح و نصرت کا باعث ہے۔

(یعنی ذکر جلی ہو یا خفی، زبان اور قلب سے کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے)**وقال بعضھم اِذَا فرغتُم**.......

اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ جب بھی تم نماز سے فراغت پاؤ تو دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ اگرچہ تمہاری کوئی بھی کیفیت و یعنی کھڑے، ہو یا بیٹھے، حتیٰ کہ لیٹے بھی ہوں تو ذکر کرتے رہو۔

اب میں ایک اجتماعی روایت پیش کرتا ہوں جو میرے پیرو مرشد عالم ربانی، دستگیر حقانی، قطب العالم قدوۃ العارفین شیخ المشائخ حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ درویش کا دل پانی بھرنے والی لونڈی کی مانند ہے، جو پانی کا مٹکا سر پر اٹھائے بڑی احتیاط سے چلتی ہے اس لئے کہ اگر یہ گھڑا گر پڑے گا تو ٹوٹ جائے گا اور ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

نکتہ: نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر الٰہی اس لئے بھی ضروری ہے کہ جس ذات اقدس نے نماز ادا کرنے کی توفیق سے نوازا ہے اس کا اس نعمت کی عطا کرنے پر شکریہ ادا کیا جائے لہٰذا فرائض کے ادا کرنے کے بعد بطور شکر ذکر کرنا لازم ٹھہرا کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ **لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد**۔ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں مزید نعمتوں سے نوازوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری گرفت بڑی سخت ہے۔ رماہ علیہ۔ جس نے اپنے فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس کا ذکر کرکے شکریہ ادا کرنا بہت بڑے عذاب سے اپنے آپ کو بچانا نیز مزید نعمتوں کا حقدار بنتا ہے۔ (مظاہر اشرف)

جیسے کہا گیا ہے کہ ذکر کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً ذکر کرکے فرض کو سنت سے مزین فرمادیا۔ اور یہ بہت بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی، اس کے علاوہ بھی شکر کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

فی شرح النوار دبرهانی من باب الاذکار عن عمر رضی الله تعالی عنه ان حسن یقول الکلمة بعد اداء الصلوة متصلاً مرة یغفر واالله ذنوبه و مرة الثانیة اعطاء الله تعالیٰ ثواب الانبیاء و مرة الثالثة اعطاء الله تعالیٰ ثواب الملائکة و فی شرح شامل کان رسول الله علیه السلام یقول الکلمة الطیب مع اصحابه بعد اداء الصلوة ۔

نوادر برہانی باب الاذکار میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریح روایت میں تحریر ہے کہ جو شخص ہمیشہ نماز کی ادائیگی کے بعد ایک مرتبہ کلمہ حسن سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے جب دوبارہ ذکر کرتا ہے تو حضرات انبیاء علیہم السلام کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جب تیسری بار کلمہ حسن کا ورد کرتا ہے تو فرشتوں کی تعداد کے برابر ثواب مرحمت کرتا ہے، اور شرح شامل میں ایک مثال کے تحت تحریر ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی معیت میں بعد از نماز کلمہ طیبہ کا ذکر فرمایا کرتے۔

فی شرح الکرخی سئل عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه عن الذین یمنعون الکلمة بعد اداء الصلوة فقال لهم الروافض لان فی هذه الشرك خلاف السنة بل ان رسول الله علیه السلام قل کان یجهر وامع الصحابة الکلمة الطیب بعد اداء الصلوة متصلا بعد الدعاء ۔

حضرت شیخ کرخی علیہ الرحمۃ کی "کتاب شرح" میں ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ کیا نماز کے بعد ذکر کرنا منع ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ البتہ جو لوگ منع کرتے ہیں وہ بے دین ہیں نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا اور پھر اس سے منع کرنا سنت مبارکہ کی مخالفت ہے۔ کیونکہ رسول کریم علیہ التحیة و التسلیم صحابہ کرام علیصم اجمعین کے ساتھ بعد از دعا باواز بلند ذکر فرمایا کرتے۔

ذِکْرُ اللهِ تَعالیٰ فَرْضٌ عَلَی الطَّالِبِیْنَ ۔ طالبین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض ہے۔

قال الله تعالیٰ فَاذْکُرُوْ اللهَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلیٰ جُنُوْبِکُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی الله تعالیٰ عنه اِنَّ الذِکْرَ بِالّیْلِ وَ النَّهارِ فِیْ البَّرِ وَالْبَحْرِ وَ السَّفَرِ وَ

الحَضَرِ وَ الغَنَاءِ وَ الفَقرِ وَ المَرَضِ وَالصِحَةِ و السِرِ والعلانية قُلتُ اَلمُرادُ الذِكرُ بِاللِسَانِ وَالقَلبِ بَعدَ الفَرَاغِ مِنَ الفَرَائِضِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ذکر خدا کرتے رہو کھڑے ہو کر، بیٹھے ہوئے اور لیٹ کر بھی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بلاشبہ ذکر خدا ہر حالت میں کرنا چاہیے یعنی رات کو دن میں، خشکی و تری میں، سفر و حضر میں، خوشی و غمی میں، امیری و غریبی میں، صحت و علالت میں، ظاہر اور باطن میں۔

میں کہتا ہوں کہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دل اور زبان سے بعد از فراغت نماز یاد کیا جائے۔

وقال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنها ایضاً یفرضُ اللّٰهُ تعالی علی عِبادِهِ فَرِيضَةً اِلأجعَلَ لَهَا حَداً مَعلُوماً يَنتَهِيَ اِلَيهِ ثُمَّ عَذرَ تَارِ کُهَا فِيَ حَالِ عُذرِهِ اِلأَ الذِکرَ فَاِنَهُ لَم يَجعَلَ لَهُ اَحدًا مَعلُوماً يَنتَهِيَ وَلَمْ يَعذُرْ اَحدٌ فِيَ تَرکِهِ اِلأ مَنَ کَانَ مَغلُوبَاً فِيَ عَقلِهِ وَلَو عُذرًا اَحدٌ فِيَ تَرکِ الذِکرِ لِعُذرِ ذکريَا عليهِ السَّلَامُ

نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بھی فرض کو اپنے بندوں پر لازم نہیں کیا مگر ایک حد تک۔ کیونکہ انسان کو جب کوئی اس کی طرف سے عذر لاحق ہو تو وہ ذکر کرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کا ذکر نہ کرنا عذر پر دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا عذر ختم ہو یہی حد معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی انسان کی عقل پر غلبہ ہو تو ایسی حالت میں بھی معذور سمجھا جائے گا، جیسے کہ حضرت زکریا علیہ السلام۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ، اٰيَتُكَ اَلأَتُكَلِمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلأَ رَمزاًوَاذکُر رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالعَشِيِّ وَالأَبکَارِ وَ كَذٰلِكَ لَوْ عُذراً اَحدٌفِي تَرکِ الذِکرِ لِعُذرِ القِرَاءَة. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ، يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاَيضاًجَمِيعُ الطَاعَاتِ تَزُولُ يَومَ القِيَامَةِ لِارتِفَاعِ التَكَالِيفِ اَمَاطَاعَةُ الذِکرِلاتَزُولُ مِنهُمْ ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "تمہارے لئے یہ نشانی ظاہر ہوگی کہ آپ تین دن تک لوگوں سے بات چیت نہیں کر سکو گے، سوا اشاروں کے پھر اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو اور تسبیح و تقدیس بیان کرو، صبح و شام، ہاں اگر کسی

عذر کے باعث رکاوٹ ہو تو معذور سمجھے جاؤ گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ایمان والو جب تم آپس میں ملاقات کرو تو بکثرت میرا ذکر کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ یہ بھی فرمایا۔ "تمام عبادتوں میں کسی عذر کے باعث نہ کرنے پر تکلیف میں تخفیف ہوگی، لیکن ذکر کی پابندی اس سے کم نہیں ہوگی"۔

سوال: جب نہایت ٹھوس اور مضبوط دلائل سے ذکر، کرنے کا حکم ہے تو پھر اسے مستحب قرار کیوں دیا گیا؟

جواب: ہماری گفتگو کا دارومدار، ذکر باللسان اور ذکر بالقلب پر ہے، یعنی قرآن پاک سے تو مطلقاً واضح ہو رہا ہے کہ اللہ کا ذکر کرو اور آیہ کریمہ میں زبان سے ہی ذکر کرنا مراد لیا جائے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

ہاں اگر ذکر، دل سے کرنا مراد ہو تو بلاشبہ تسلیم کرنا چاہیے، کیونکہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے لھذا حقیقتاً وہی ذکر، ذکر ہوگا جو قلبی ہو، محض رسمی نہ ہو، رسالہ قشیریہ میں ہے **اَلذِّکْرُ بِالْقَلْبِ دَائِمٌ قَطْعِیٌ ذِکْرٌ بالقلب** ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فرض ہے **وذکر بالقلب فرض دائم قطعی و اذکر لمحۃ البصر وھو عبادۃ عن طرد الغفلۃ عن اللہ و التفکر فی عظمۃ و جلالہ والایۃ و نعمائہ سویعۃ مایصفر ساعۃً** یعنی ذکر خدا سے غفلت اختیار کرنا ایک پلک جھپکنے کے لئے بھی جائز نہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ذاکر اپنے دل کو ایک لمحہ بھر کے لئے بھی غفلت کا شکار نہ ہونے دے، اور اس کی عظمت و جلالت اور معبودیت سے سرشار رہے نیز اس کی نعمتوں کو ہر دم سامنے رکھے۔

کئی لوگ رسماً ذکر میں مشغول ہوتے ہوئے محض زبانی کلامی ذاکر نظر آتے ہیں حالانکہ وہ قلبی طور پر ذکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، بنا بریں وہ غافل ہو کر کمینگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور نعمت خداوندی سے محروم ہونے کے باوجود غرور کو اپنا پیشہ بنا کر یاد الٰہی سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں، اسی لئے اولیاء کرام انہیں دیوانگی سے تعبیر کرتے ہیں، جب کہ وہ بزعم خویش اپنے آپ کو عقلمند اور زیرک شمار کرتے ہیں، یہ لوگ کیسی غفلت میں مبتلا ہیں، حالانکہ انہیں تو چاہیے کہ وہ اپنی خواہشات کو شریعت کے پاکیزہ دامن سے وابستہ کریں اور شب و روز اسی فکر میں رہیں کہ ان سے کوئی، حرکت، کوئی بات اور کوئی بھی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے پائے، اس طرح عمل پیرا ہونے کے باعث احکام شریعت پر مضبوط ہونگے نیز ان کے نفس کو پاکیزگی حاصل ہوگی، پھر ان کا یہی حسن عمل قلب کی صفائی کا باعث ہوگا۔ پھر طہارت قلب کی وجہ سے بلند مرتبت پر فائز ہوں گے۔

نکتہ: جو شخص شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے طریقت خود بخود اس کے لئے راستے کھولتی چلی جاتی ہے اور جب طریقت، شریعت کی پابندی کے باعث ترقی پر گامزن ہوتی ہے تو پھر حقیقت جلوہ ہائے خداوندی دکھانے لگتی

ہے۔

وفی ملتقظ، الا حیاء العلوم و کن یستمر دوام الذکر و الفکر الا بوداع الدنیا و شهواتها والا حتراز منها بقدر البلیغة و فی تحقیق شرح الحسامی فی فصل حکم الامر و النهی فی ضد مانسبا الیه ذهب عامة العلماء من اصحابنا و اصحاب الشافعی و اصحاب الحدیث الی من الامر النهی عن ضده ان کان له ضدا واحدا کالا مر بالایمان نهی عن الکفروان کان له اضداد کالا مر بالقیامة کان اضداد........ من القعود والرکوع والسجود والا ضطجع و نحوها یکون الامر نهیا عن الاضداد کلها و قال بعضهم یکون نهیا عن واحد منها۔

احیاء العلوم میں ہے کہ ذکر خدا اور اس کی عظمت و جلالت کا فکر ہمیشہ قائم نہیں رہتا جب تک خواہشات دینویہ سے حسب استطاعت کنارہ کشی نہ کی جائے‘ شرح حسامی ‘فصل امر و نہی‘ میں وضاحت کی گئی ہے کہ جس چیز کی ضد میں دو جماعتیں آمنے سامنے ڈٹ جائیں تو ان میں سے کسی بھی جماعت کے فیصلہ پر عمل کیا جائے جائز سمجھا جائیگا!

ائمہ حنفیہ علماء شافعیہ نیز محدثین کرام ‘ حدیث کے حکم میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایک طرف سو حکم سے ایمان ثابت ہو تو اس کے ممانعت پر حکم کفر نافذ ہوگا اور اگر اضداد کی تعداد میں اضافہ ہو تو ان پر دونوں طرح حکم صادر کیا جائیگا اگرچہ وہ خلاف باتیں ‘ قعود ‘ رکوع ‘ سجود اور الحاح وزاری وغیرہ کسی بھی شق میں ہوں اپنے آپ کو محض ایک آدھ بری بات سے روک لینے کا نام حقیقت نہیں ‘بلکہ ہر بری بات سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہی حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگان دین کی تحقیق کے مطابق حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہئے ‘ ایک بار ہو یا ہزار بار ‘ بہر حال ذکر ہونا چاہئے ‘اور ذکر کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہونا مناسب نہیں۔

مگر نماز میں جو تمام عبادات کا خلاصہ بلکہ مجموعہ ہے ‘ تلاوت ‘ ذکر ‘ تسبیح ‘ دعا اور مراقبہ وغیرہ فرائض کی ادائیگی کے بعد ان میں مشغول ہونے والے زجر و توبیخ کے مورد نہیں ہونگے ‘ اس لئے اسے واجب کے حکم میں نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ مستحب بھی تو تصور کیا جا سکتا ہے ‘ نیز امر کا ادنیٰ درجہ مستحبات کا بجالانا ہے ‘ لہذا بعد

از فرائض ذکر کرنا صحیح اور درست ہے ا

دوسری دلیل یہ ہے کہ فرض کی قبولیت کے لئے بعد میں ذکر کرنے کا حکم بھی پایا جاتا ہے ' ارشاد باری تعالیٰ ہے **فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکر کم اٰبائوکم او اشد ذکرا** پس جب تم مناسک حج ادا کر لو تو پھر تم ان کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر بزبان و قلب اپنے آباؤ اجداد کے ذکر کرنے سے بھی زیادہ کرو۔

حضرت امام زاہد علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ لوگو! جب تم حج کو بجا لاؤ تو بطور شکرانہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باؤاجداد کو یاد کرتے ہو۔ کیونکہ اسی نے تمہیں حج جیسی عظیم عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کی عادت تھی کہ بعد از فراغت حج مسجد حرام میں الگ الگ مجلسیں قائم کر کے آباؤاجداد کے اوصاف فخریہ انداز میں بیان کرنا شروع کر دیتے کہ وہ بڑے سخی تھے نہایت مہمان نواز اور دشمنوں کے مقابل ڈٹ جانے والے تھے ' اس قدیمی طریقہ کے مطابق ایماندار بھی مسجد حرام میں۔ حقیقتا کر اظہار فخر و غرور کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تم میرا ذکر ویسے ہی کرو جیسے تم اپنے آباؤاجداد کا کرتے ہو بلکہ میرا حق تو یہ ہے کہ مجھے ان سے بڑھ کر یاد کرو"۔

ہجرت نبوی علیہ التحیۃ والتسلیم کے نویں سال نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا نائب مقرر فرما کر صحابہ کرام کو حج کے لئے روانہ فرمایا، نیز آیۂ کریمہ **اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا** ' تلاوت فرمائی ' بے شک مشرک پلید ہیں اس سال کے بعد کبھی بھی وہ مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتے!!

ہجرت کے دسویں سال نبی کریم ﷺ کی قیادت و امارت میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے حج و زیارت کی سعادت حاصل کی تو مسجد حرام میں کسی بھی کافر کو داخل ہونے کی جرات نہ ہوئی ' اسی شہنشاہ حقیقی احکم الحاکمین نے فرمایا ' جب تم حج سے فراغت حاصل کر لو تو صرف مجھے ہی یاد کرو ' میری ہی حمد و ثنا بجا لاؤ **واشد ذکرا** "**بل اشد ذکرا**" بلکہ ذکر پر ذکر کرو ' یعنی بکثرت ذکر کرتے رہو۔

تفسیر مدارک میں ہے۔ **فاذا فرغتم من عبادتکم التی امرتم بها فی الحج**

اوتفرتم فاذکرواللّٰہ ذکرا ابائکم۔ المعنی ای فاکثر واذکر اللّٰہ و بالغوافیہ و المراد الذکر باللسان بقرینۃ۔ قولہ تعالیٰ کذکرکم اباء کم وھوکان باللسان و جھر الصوت:۔

پس جب تم اپنی عبادت سے فارغ ہو جاؤ تو تمہیں حکماً کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جس طرح اپنے آباؤ اجداد کو اعلانیہ یاد کرتے ہو (کیونکہ جب تم اپنے آباؤ اجداد کے اوصاف بیان کرتے ہو تو خفی نہیں بلکہ جلی طور پر کرتے ہو تو اس معاملہ میں ذات خداوندی زیادہ حقدار ہے کہ اسے بآواز بلند پکارا جائے تاکہ دوسرے لوگ بھی متوجہ ہوں، ایسی ہی تفسیر میں نے اپنے پیر و مرشد سے سننے کی سعادت حاصل کی۔

خیال رہے کہ کہیں ذکر کا حکم بالوضاحت اور کہیں اشارۃً دیا گیا ہے، تو پھر ہمیں نماز کے بعد کیا کرنا چاہئے اور لوگوں کو کس ذکر میں مشغول ہونا چاہئے، نیز ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق کیوں عطا فرمائی گئی ہے، ان تمام امور پر غور و فکر اور تدبر کیجئے!!

وَسَبِّحْ بحمد رَبِّکَ قبل طلوع الشمس محمول علی ظاھرہ او علی الصلوۃ وادبار السجود فی آثار الصلوۃ کذا فی الکشاف وفی المشارق ابو ھریرۃ عن سبّح اللّٰہ فی دبر کل الصلوۃ ثلثا و ثلثین و حمد اللّٰہ ثلثا و ثلثین و کبّر اللّٰہ ثلثا و ثلثین فتلک تسعۃ و تسعون قال تمام الکلمۃ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شئی قدیرٌ غفرت لہ خطایاہ وان کانت مثل زبد البحر۔

اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید سورج کے طلوع و غروب سے پہلے اور بعد میں بھی کرتے رہو!! یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر دن کے اجالے میں بھی کرو اور رات کی اندھیریوں میں بھی، نیز نماز کے بعد باواز بلند بکثرت کرتے رہو کتاب "کشاف مشارق" میں ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ، 33 بار اللہ اکبر کا ذکر کریں یہ مجموعی طور پر 99 بار ہوگا پھر ایک بار لا الہ الا اللہ کا ذکر کر کے ختم کریں، پس یہ تعداد یکصد 100 ہو جائے گی جس شخص نے اس تعداد میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، تو وہ قادر کریم جس کی وسیع مملکت میں کوئی شریک و سہیم نہیں اور تمام تعریفوں کے لائق صرف اسی کی ذات ہے وہ اس شخص کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے، اگرچہ سات سمندروں کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں!!

دیکھئے!! اذکار یا معین ہو گویا غیر!! تاہم افضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ!! ہے جس کا منع کرنا اور اسے خطا قرار دینا ممنوع و غیر مشروع ہے' (بلکہ یہ حکم لگانا از خود خطا ہے!!)

سوال: اگر کوئی شخص کہے لوگوں میں یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ بعد از نماز ذکر کرنا منع ہے اور بعض لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں؟ ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: میں کہتا ہوں یہ بات کسی بھی مستند کتاب میں نہیں اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے' لہذا معترضین سے دریافت کیا جانا چاہئے کہ یہ مسئلہ کس کتاب اور کونسی صحیح حدیث میں ہے؟ اور تم اس روایت کو کہاں سے لائے ہو؟ نیز کس زمانے کے علماء نے اسے تسلیم کیا ہے؟ یہ کس راوی نے کہا ہے کہ کلمہ پڑھنا استغفار کرنا' افعال اور اشغال قبیحہ کے بعد درست ہے؟ اور عمدہ افعال و امور کے بعد درست نہیں؟) جو شخص بعد از فراغت نماز ذکر کرتا ہے' اسے کہا جائے کہ وہ تو نماز کو افعال قبیحہ میں شمار کر رہا ہے اور یہ بات بلاشبہ کفر ہے' نیز یہ دلیل نہایت فاسد ہے' ایسی بات علماء کرام کے نزدیک غیر مستند ہے!!

استغفار کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی تقصیرات' خطرات قلبی اور خواہشات نفسانیہ پر کنٹرول رکھنے کے لئے ذکر و اذکار میں محو رہے' نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **صلوا کمار ایتمونی اصلی** !! تم ایسے نماز ادا کرو جیسے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو' اگر ایسے نماز ادا نہ کر سکو تو یہ محض دھوکہ ہے!!

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض گزار ہوئے!! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہماری نماز آپ کی نماز سے کیسے مماثلت رکھ سکتی ہے!! اس پر آپ نے فرمایا' وہ میری نماز کی طرح ہی نماز ہوگی جس کی ادائیگی کے بعد تین بار ان کلمات سے ورد کیا جائیگا!!

استغفر اللہ ربی اذنبةً عمداً اوخطا سرا اوعلانیة و اتوب علیه من ذنب الذی اعلم و من ذنب لا اعلم و انت علام الغیوب لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ؎

سنو سنو!! ان واضح ارشادات کے بعد بھی جو لوگ قبیح کلمات سے دلیل پیش کرتے ہیں' مجھے ان کے ایمان کا خوف ہے کیونکہ حقیقتاً وہ نبی کریم ﷺ کے افعال مبارکہ پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور سید عالم ﷺ کے معمولات مقدسہ کو اپنے مذموم اور بے ہودہ خیالات سے آیات قطعیہ سے روکنے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں بلکہ وہ صراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہی کی اتھاہ غاروں میں پڑے ہوئے ہیں' بعض لوگ تو بڑی ڈھٹائی سے ذکر

کے منکر ہیں!!

اور جب نمازی بعد از نماز ذکر کرنے لگتے ہیں تو وہ اسی بے ہودہ مفروضے کی بنا پر بڑی حقارت و رعونت دکھاتے ہوئے ذکر خدا سے نفرت کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں بھی ٹھونس لیتے ہیں' کتنے بد نصیب ہیں وہ لوگ جو کلمہ ذکر' کی آواز سننے تک کے روادار نہیں ہوتے **'اللهم اهد هم اللهم اهد هم** الٰہی! انہیں ہدایت عطا فرما' الٰہی انہیں ہدایت عطا فرما!! لیکن اے میرے عزیز! یاد رکھو دین تو بزرگان سلف کی متابعت ہی کا نام ہے!

سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ **اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیم اهتدیتم** میرے صحابہ ستاروں کی مثال ہیں جو کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے بھی نقش قدم پر چلے گا ہدایت پائے گا، نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ **علماء امتی کا بینا ء بنی اسرائیل**۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں!!

پس اے عزیز میرے اتمام پیران سرور دیہ اور خواجگان چشت قدس اللہ ارواحھم میں جس پر بھی تمہیں اعتقاد ہو ان کے معمولات کی تحقیق کر لیں' اور ان مشائخ عظام کے اوراد و وظائف کے مطالعہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ کسی ایک بزرگ نے بھی بعد از فراغت نماز' ذکر کو ترک نہیں فرمایا' بلکہ سید عالم ﷺ کے عمل شریف سے بھی یہی مستحق ہے! چنانچہ

عن المغيره بن شعبه ان النبی عليه السلام كان يقول دبر كل صلوة مكتوبة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد وهو على كل شي قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى كما منعت ولا رادلما قضيت ولا ينفع ذوالجد منك الجد۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ **لا اله الا الله و حده لا شريك له له الملك و له الحمد وهو على كل شئى قدير** پڑھا کرتے اور یہ دعا فرماتے **اللهم لا مانع لما اعطيت** ...... الٰہی! جب تو کسی کو عطا فرمانا چاہتا ہے تو کوئی تجھے روک نہیں سکتا اور تیرے حکم کے سوا کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا' نیز تیری عنایت و مہربانی کے بغیر کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔

وعن عبد اللّٰہ بن زبیر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا سلم عن صلوتہ قال بصوتہ الا علی لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کلی شئی قدیرۃ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرین۔

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم نماز مکمل کر کے سلام پھیرو تو بآواز بلند کہو **لا الہ الا اللّٰہ لا شریک لہ** .... نیز اس ذکر کے علاوہ دیگر دعائیں پڑھیں۔

ان دونوں حدیثوں سے یہی مستنبط ہے کہ 'کسی کو غلبہ و حفاظت کی اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے سوا کوئی طاقت نہیں اور ہم عبادت نہیں کرتے کسی اور کی سوا اللہ تعالیٰ کے 'اور ہم اس کے مخلص بندے ہیں 'دین تو اسی ذات اقدس کے لئے ہے۔ اگرچہ کفار کتنی ہی کراہت اختیار کریں۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی روایت میں حدیث کے دوسرے جزء کا ذکر فرمایا' ہم بھی دوسرے معمولات اور دعاؤں سے باز نہیں رہتے 'اگر میں کہوں کہ ذکر **لا الہ الا اللّٰہ** تمام اذکار سے افضل ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ احادیث میں اسے افضل الذکر قرار دیا گیا ہے۔

اور جان لیجئے کہ **کلمہ لا الہ الا اللّٰہ** حروف سے ہی مزین ہے اور یہ ترتیب میں بعینہ وہی ہے جیسے نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے جاری ہوا 'اگر اس کلمے کے ذکر سے ہی روکا جائے تو کیا خوب دین ہوگا؟ اور کیسی عجیب دیانت ہوگی؟ بلکہ جب کلمہ کا مجموعی ذکر ہوگا تو یہ کلمات سامنے آئیں گے **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**' پس حقیقتاً کلمہ مکمل ان ہی الفاظ سے ہوگا۔

لہذا منکرین سے دریافت کرنا چاہئے کہ مجموعی صورت میں نام نامی اسم گرامی محمد رسول اللہ ﷺ ملانے سے کوئی دوسری چیز حاصل نہیں ہوئی 'پھر ذکر کرنے کی ممانعت کہاں سے نکل آئی؟ اور یہ بات دل نے کیسے گوارا کرلی!

کلمہ '**لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** تو ایمان کے حصول کے لئے بنایا گیا 'اور اسی کے باعث ہی تو ایمان ثابت ہوتا ہے۔ **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ**۔ لہذا بتایئے اس کے ذکر کرنے سے گناہ کیسے ہوگا؟ البتہ جان لینا چاہئے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے فعل مبارک سے انکار کرے

اور آپ کے فرمانے کے باوجود فرائض کی ادائیگی کے بعد روکے اس کے ایمان کا کیا حال ہو سکتا ہے!!

اس بے حیا و بے انصاف کے بارے میں سنئے جو افعال مصطفیٰ ﷺ پر معنی کے باعث طعنہ زنی کرتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا معنی کے سبب انکار کرتا ہے ' اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فاذا قضيتم من عرفات فاذكروا الله وقال اذا قضتم مناسككم فاذكروا الله** ۔ پس جب تم عرفات میں حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو ' یعنی مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ذکر خدا کرو!! ارے بے انصاف اس حکم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ دلیل لاؤ!! کہ بعد از اضافہ اور ادائیگی مناسک ذکر کی ممانعت ہے!!

وقد امر الله بالذكر و قال الله تعالىٰ "فاذا فرغت فانصب و الى ربك فارغب، قيل معناه فاذافرغت من الفرائض فانصب نفسك بالنوافل وارغب الى ذكر الله و دعائه ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے ' جب تم نماز ادا کر لو تو اپنے رب کی طرف رغبت کرو ' فارغب کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تم فرائض سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے آپ کو نوافل میں مشغول کرو ' ذکر خداوندی کی طرف مائل کرو ' اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگو!

لہٰذا عدل و انصاف سے کام لو! دیکھو اس سلسلہ میں کوئی زور نہیں اگر تجھے پھر بھی سدھائی نہیں دیتا تو ہم دریافت کرتے ہیں کیا تو اندھا تو نہیں ہے! ان دلائل کے ہوتے ہوئے بھی رسول کریم ﷺ ' اولیاء کرام ' بلکہ کلام الٰہی پر تمہاری طعنہ زنی ' واضح انکار پر دلالت نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟! اگر بالفرض تو کسی مشکل میں جتا ہے تو علماء کرام سے دریافت کر کے مشکل سے نجات حاصل کر ' ارشاد باری تعالیٰ ہے فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ' اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (صاحبان علم) سے دریافت کرو!! نیز یہ کہ جوبات تو نے خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے گھڑلی ہے تو جاؤ پورے ہندوستان ' بلکہ تمام جہان میں مشرق تا مغرب چھان بین کرکے ' تحقیق و جستجو کے کے بعد تجھے ایک ایسا شخص بھی نہیں ملے گا جس کے نزدیک نماز فرائض کی ادائیگی کے بعد ذکر کرنا درست نہ ہو!

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نماز فرض کے بعد ذکر کرنا فرض تو نہیں تو اس سے پوچھئے کیا کہ یہ بات صرف تیرے ایک کے لئے ہے یا عام لوگوں کو بھی ذکر کرنے سے روک دینا چاہئے!! واہ یہ کیسی خود نمائی ہے! اس قبیح کلام سے توبہ کرو! بآواز بلند اور توبہ کا یہ طریقہ ہوگا کہ اپنی زبان سے بآواز بلند ذکر کرو ' نیز جن جن لوگوں کو منع کیا

ہے ان تمام سے کموذ کر کیا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکو!! اللہ تعالیٰ خطاب فرماتا **و یصد کم عن ذکر اللّٰہ و عن الصلوۃ** 'کیا تم ذکر خدا اور نماز کو چھوڑ دو گے' باز آ جاؤ **فھل انتم منتھون** ۔بس عاجزی اختیار کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ **لاتذکرو الا مواتکم با لخیر** !! اپنے وصال شدہ بزرگوں کا نیکی کے ساتھ تذکرہ کرو اور ان کے بارے میں بے ہودہ کلمات سے پرہیز کرو!!

میں کیا کروں !! **الشفقۃ علی خلق اللّٰہ** 'مخلوق خدا پر شفقت کرو!! اس ارشاد سے مجھ پر لازم ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کا علم طالبان راہ خدا تک پہنچا دوں تاکہ مہمل روایات کے سبب فرض کو ترک نہ کریں' اس سے کیا ہوتا ہے اگر کوئی شخص سفید کاغذ کو بے ہودہ باتوں سے سیاہ کر ڈالے اور لوگوں کو گمراہ کرے۔

میرے عزیز! کسی تصدیق اور سند کے ساتھ روایت و حدیث مصطفیٰ ﷺ کو لاؤ' اور دکھلاؤ' ہم مسلمان ہیں۔ صحیح روایت کو بسر و چشم قبول کریں گے !! **اللھم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ** الٰہی! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما دے جو تیرے احکام سن کر ان پر عمدگی سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اور اگر تمہارے پاس کوئی سند نہیں تو اس رکیک اور کچی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ اور دنیا کو گمراہ نہ کرو! بلکہ اپنی زندگی ذکر خدا میں صرف کرو' اور جاننے والوں کو نصیحت کرو' اور آزاد ہو تو ہماری نصیحت کو مان لو! اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو! ہم تمہارے غلام تو نہیں!! ہم کیا کریں حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہی مسئلہ 'یا استخراج مسئلہ کے حکم' موقع و محل کو نہیں جانتا اس کے لئے جائز نہیں کہ فتویٰ دے اور اپنے قول کو ہماری طرف نسبت کرے۔ **واللّٰہ تعالیٰ و حبیبہ الا علی اعلم۔**